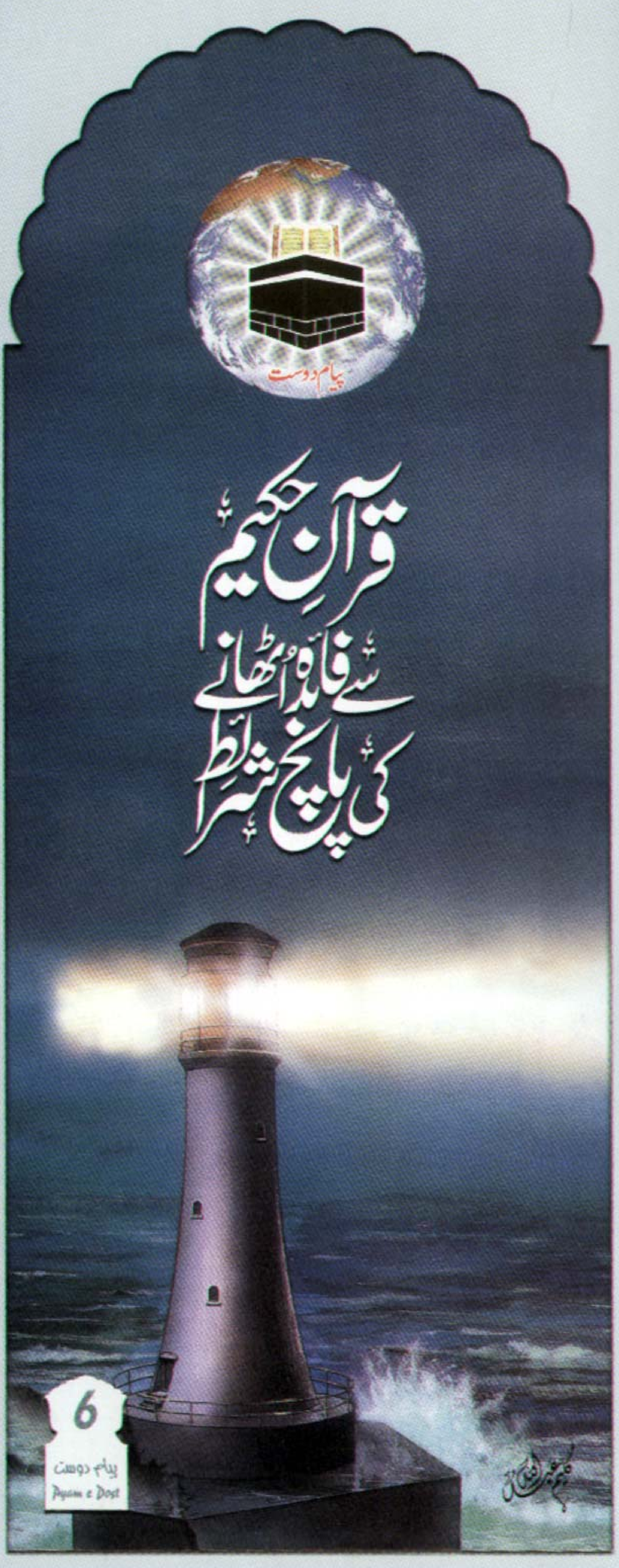

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایمان حاصل کرنے کا اصل ذریعہ قرآنِ حکیم ہے لیکن اِس مقصد کے لیے قرآن کی تلاوت کے کچھ آداب وشرائط ہیں۔ اگر اِن کا خیال رکھا جائے تو تبھی قرآن سے مذکورہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا اِن آداب وشرائط کا پورا پورا اہتمام کرنا چاہیے۔

❶ نیت کی پاکیزگی

سب سے پہلی چیز نیت کی پاکیزگی ہے۔ یعنی آدمی قرآنِ مجید کو صرف ہدایت حاصل کرنے کے لیے پڑھے، کوئی ذاتی غرض سامنے رکھ کر نہ پڑھے، اگر طلبِ ہدایت کے سوا آدمی کے سامنے کوئی اور غرض ہوگی تو نہ صرف یہ کہ وہ قرآنِ مجید کے فیض سے محروم رہے گا بلکہ اندیشہ اِس بات کا بھی ہے کہ قرآنِ مجید سے جتنا دور وہ اَب تک رہا ہے، اِس سے بھی کچھ زیادہ دور ہٹ جائے گا۔ اگر آدمی قرآنِ مجید کو اِس لیے پڑھے کہ لوگ اِسے مفسرِ قرآن سمجھنے لگیں یا اِس لیے پڑھے کہ اس کے کچھ اپنے نظریات ہوں اور وہ اَپنے اِن نظریات کو قرآنِ مجید کے رنگ کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کرنے کا خواہش مند ہو تو ممکن ہے اس کے یہ اِرادے کسی حد تک پورے ہو جائیں لیکن اِس طرح وہ قرآن مجید سمجھنے کا دروازہ اَپنے اوپر بالکل بند کرلے گا۔

قرآن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا صحیفہ بنا کر اُتارا ہے اور ہر آدمی کے اندر ہدایت کی طلب رکھ دی ہے۔ اگر اِسی طلب کے تحت آدمی قرآن مجید کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اِس سے اپنی کوشش اور اللہ کی توفیق کے مطابق فیض پاتا ہے۔ لیکن اگر وہ کسی اور خواہش کے تحت قرآنِ مجید کو استعمال کرنا چاہتا ہے تو وہ وہی چیز پاتا ہے جس کا وہ طلب گار ہوتا ہے۔ قرآنِ مجید کی اِسی خصوصیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اِس کی تعریف یہ فرمائی ہے کہ اِس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو ہدایت دیتا ہے۔ اور یہ اُصول بیان فرمانے کے بعد ساتھ ہی یہ بات واضح کردی کہ گمراہ اُن لوگوں کو کرتا ہے جو فاسق ہوتے ہیں۔ یعنی جو لوگ اَپنی اَغراض کے ایسے بندے ہوتے ہیں کہ وہ ہدایت سے بھی گمراہی ہی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ وہی چیز دیتا ہے جس کے وہ بھوکے ہوتے ہیں۔ جو لوگ نیت اور اِرادہ درست کرکے ہدایت کے حصول کے لیے اِس کی طرف بڑھتے ہیں قرآنِ مجید فوراً ایسے لوگوں کا ہاتھ پکڑ کر اُن کو اپنی تربیت میں لے لیتا ہے۔

❷ قرآنِ مجید کو ایک برتر کلام مانا جائے

دوسری چیز یہ ہے کہ قرآنِ مجید کو ایک اعلیٰ اور برتر کلام مان کر اِسی حیثیت سے اِس کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ اگر دِل میں قرآنِ کریم کی پوری عظمت واہمیت نہ ہو تو آدمی اِس کو سمجھنے اور اِس کے حقائق ومعارف کے دریافت کرنے پر وہ محنت نہیں کرسکتا جو اِس کے خزانۂ حکمت سے فائدہ اُٹھانے کے لیے ضروری ہے۔ قرآنِ مجید اپنے پیچھے ایک عظیم تاریخ رکھتا ہے، ذہنوں اور دماغوں کی تبدیلی میں اِس کتاب نے جو معجزہ دِکھایا ہے آج تک کسی بھی کتاب نے یہ معجزہ نہیں دِکھایا ہے۔

آدمی اِس کو سمجھنے کا حق اُسی وقت اَدا کرسکتا ہے جب اِس کی یہ عظمت واہمیت اُس

کے پیشِ نظر ہو۔ اگر کسی رقبۂ زمین کے متعلق یہ علم ہو کہ کسی زمانے میں وہاں سے کافی سونا نکلا ہے تو توقع یہی کی جاتی ہے کہ اگر کھدائی کی جائے تو وہاں سے سونا ہی نکلے گا اور پھر اس کی اسی حیثیت کو پیشِ نظر رکھ کر اس سے فائدہ اُٹھانے کا سامان کیا جاتا ہے اور اِس پر محنت کی جاتی ہے لیکن اگر ایک جگہ کے متعلق یہ سمجھ لیا جائے کہ اگر محنت کی جائے تو زیادہ سے زیادہ یہاں سے کوئلہ یا چونا فراہم ہو گا تو اِس پر یا تو کوئی سرے سے اپنا وقت ہی ضائع کرنا پسند نہیں کرے گا یا پسند کرے گا تو صرف اِتنا جس سے اُس کو کوئی فائدہ پہنچنے کی توقع ہو گی۔

یہ تنبیہ اِس لیے ضروری ہے کیونکہ بہت سے لوگ قرآن کو محض حلال وحرام بتانے کا ایک ضابطہ سمجھتے ہیں اور فقہ کے اَحکام علیحدہ مرتب ہو جانے کے بعد اُن کی نگاہوں میں اگر اِس کی کوئی اہمیت باقی رہ گئی ہے تو وہ صرف تبرک کے نکتۂ نظر سے ہی ہے۔ اَربابِ تصوف اِس کو محض ظاہر کا صحیفہ سمجھتے ہیں۔ علمِ باطن کے اَسرار وحقائق اُن کے نزدیک کشف سے حاصل ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگ اِس کو بس اَچھی اَچھی نصیحتوں کا ایک مجموعہ سمجھتے ہیں، وہ اِس کے اَندر کسی گہری حکمت یا کسی بلند فلسفہ کی کوئی توقع نہیں رکھتے۔ بہت سے لوگ اِس کو نزع کی سختیوں کو دور کرنے اور ایصالِ ثواب کی کتاب سمجھتے ہیں اور بہت سے لوگ اِسے دفعِ آفات وبلیات کا تعویذ سمجھتے ہیں۔ اِس طرح کی غلط فہمیوں میں پڑے ہوئے مسلمانوں کے لیے ناممکن ہے کہ وہ قرآن سے وہ فائدہ اُٹھا سکیں جس کے لیے وہ دراصل نازِل ہوا ہے۔ وہ اس کو انہی حقیر اغراض کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ جن کیلئے ان کے خیال میں یہ اترا ہے۔ ان لوگوں کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص کو ایک توپ دی جائے کہ وہ اِس کے ذریعہ سے دُشمنوں کے قلعہ کو مسمار کر دے لیکن وہ اُس کو مچھر مارنے کی ایک مشین سمجھ بیٹھے اور اِسی حقیر مقصد کے لیے اُس کو اِستعمال کرنا شروع کر دے۔

❸ قرآنِ مجید کے تقاضوں کے مطابق بدلنے کا عزم

قرآنِ حکیم سے حقیقی فائدہ اُٹھانے کے لیے تیسری ضروری چیز یہ ہے کہ آدمی کے اَندر قرآنِ مجید کے تقاضوں کے مطابق اَپنے ظاہر وباطن کو بدلنے کا مضبوط اِرادہ موجود ہو۔ ایک شخص جب قرآنِ مجید کو گہری نگاہ سے پڑھتا ہے تو وہ ہر قدم پر یہ محسوس کرتا ہے کہ قرآنِ مجید کے تقاضے اور مطالبے اس کی اَپنی خواہشوں اور چاہتوں سے بالکل مختلف ہیں، وہ دیکھتا ہے کہ اس کے تصورات ونظریات، معاملات وتعلقات، ظاہر وباطن سبھی قرآنِ مجید کی مقرر کردہ حدود سے بالکل ہٹے ہوئے ہیں۔ اِس فرق واِختلاف کو محسوس کر کے ایک حق طلب آدمی تو یہ فیصلہ کرتا ہے کہ خواہ کچھ ہو میں اَپنے آپ کو قرآنِ مجید کے تقاضوں کے مطابق بنا کے رَہوں گا اور وہ ہر قسم کی قربانیاں کر کے، ہر طرح کے مصائب جھیل کر اَپنے آپ کو قرآنِ مجید کے مطابق بنانے کی کوشش کرتا ہے اور اَپنے آپ کو قرآنِ مجید کے سانچے میں ڈھال ہی لیتا ہے لیکن جو شخص صاحبِ عزم نہیں ہوتا یا اُس کے اَندر حق شناسی اور حق طلبی کا سچا جذبہ نہیں ہوتا وہ اِس خلیج کو پاٹنے کی ہمت نہیں کر سکتا جو وہ اپنے اور قرآن مجید کے درمیان حائل پاتا ہے۔ وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اگر میں اپنے عقائد واَعمال کو قرآنِ مجید کے مطابق بنانے کی کوشش

کروں گا تو مجھے فکری اَور عملی حیثیت سے نیا جنم لینا پڑے گا، میرا ماحول میرے لئے بالکل اجنبی بن کے رہ جائے گا۔ وہ یہ دیکھتا ہے کہ اگر میں اَپنے وسائلِ معاش کو قرآن مجید کے ضابطۂ حلال وحرام کی کسوٹی پر پرکھوں تو آج جو عیش مجھے حاصل ہے اِس سے محروم ہو کر شاید اَپنی دَال روٹی کے لئے بھی فکر مند ہونا پڑے۔ اِن خطروں کے مقابلے میں ڈٹ جانا اور اِن سے مقابلہ کرنے کے لئے کمرِ ہمت باندھ لینا ہر شخص کا کام نہیں ہے، صرف مردانِ کار ہی اِن گھاٹیوں کو پار کر سکتے ہیں۔ معمولی ہمت واِرادہ کے لوگ یہیں سے اَپنا رُخ بدل لیتے ہیں۔ بعض اَلھڑ قسم کے لوگ جو اَپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالنے کے زِیادہ خواہش مند نہیں ہوتے وہ تو یہ کہتے ہوئے اَپنے نفس کی خواہشوں کے پیچھے چل کھڑے ہوتے ہیں کہ قرآنِ مجید کا راستہ ہے تو بالکل صحیح!...... لیکن ہمارے لئے اِس پر چلنا نہایت مشکل ہے!...... اِس لئے ہم اُسی رَاہ پر چلیں گے جس پر ہمیں ہمارا نفس لئے جا رہا ہے۔ لیکن جو لوگ اَپنی کمزوریوں کو عزیمت اور اَپنے نفاق کو اِیمان کے روپ میں پیش کرنے کا شوق رکھتے ہیں وہ اَپنا یہ شوق مختلف تدبیروں سے پورا کرتے ہیں...... بعض مجبوریوں کے بہانوں سے اَپنے لئے ناجائز کو جائز اور حرام کو حلال بناتے ہیں...... بعض لایعنی تاویلات کے ذریعے باطل پر حق کا ملمع چڑھاتے ہیں...... بعض وقت کے تقاضوں اور مصلحتوں کی آڑ تلاش کر کے اِن کے پیچھے چھپتے ہیں...... بعض قرآنِ مجید میں اِس قسم کی تبدیلیاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس قسم کی تحریفات یہود نے تورات میں کی تھیں۔ بعض قرآنِ مجید کے جس حصہ کو اپنی خواہشوں کے مطابق پاتے ہیں اُسے قبول کر لیتے ہیں اور جس حصہ کو اپنی خواہشات کے مطابق نہیں پاتے اُس کو نظر اَنداز کر دیتے ہیں۔

یہ ساری رَاہیں شیطان کی نکالی ہوئی ہیں اور اُن میں سے جس رَاہ کو بھی آدمی اِختیار کرے گا وہ اُس کو سیدھی ہلاکت کے گڑھے کی طرف لے جائے گی، کامیابی اور فلاح کا راستہ صرف یہ ہے کہ آدمی اَپنے آپ کو قرآن کے سانچے میں ڈھالنے کی ہمت کر لے اور اُس کے لئے ہر قربانی پر آمادہ ہو جائے۔ کچھ عرصہ تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کے اِس اِرادہ کی آزمائش ہوتی ہے۔ اگر آدمی اِس آزمائش میں اَپنے آپ کو مضبوط ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر اُس کے لئے سعادت کی راہیں کھلنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اگر ایک دروازہ بند ہوتا ہے تو اللہ اُس کے لئے دوسرا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اِس حقیقت کی طرف قرآن حکیم نے اِن الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے:

> ”اور جو ہماری رَاہ میں جدوجہد کریں گے ہم ضرور اُن پر اَپنی راہیں کھولیں گے اور اللہ تعالیٰ خوبی کے طالبوں کے ساتھ ہے“۔ (العنکبوت ۲۹:۶۹)

❹ تدبر

اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

> ”یہ مبارک کتاب ہم نے تمہاری طرف اُتاری ہے تاکہ لوگ اِس کی آیتوں میں غور (وفکر) کریں اور اہلِ فہم (اِس سے) نصیحت حاصل کریں“۔ (ص ۳۸:۲۹)

محض تبرک کے طور پر الفاظ کی تلاوت کر لینا اور قرآن کے معانی کی طرف دھیان نہ کرنا قرآن پڑھنے کا طریقہ نہیں ہے۔ یہ طریقہ تو اُس وقت سے رائج ہوا ہے جب لوگوں نے قرآنِ مجید کو ایک کتابِ ہدایت و معرفت اور ایک خزانہ علم و حکمت سمجھنے کی بجائے محض حصولِ برکت کی ایک کتاب سمجھنا شروع کر دیا۔ جب زِندگی کے مسائل سے قرآن کا تعلق صرف اِس قدر رہ گیا کہ موت کے وقت اِس کے ذریعے جان کنی کی سختیوں کو آسان کیا جائے اور مرنے کے بعد اس کے ذریعے میّت کو ایصالِ ثواب کیا جائے۔ جب زندگی کے نشیب و فراز میں راہنما ہونے کے بجائے اِس کا اِستعمال صرف یہ رہ گیا کہ ہم جس گمراہی کا بھی اِرتکاب کریں، اُس کے ذریعے سے اس کا افتتاح کریں تاکہ یہ برکت دے کر اس گمراہی کو ہدایت بنا دیا کرے۔

دُنیا کی شاید ہی کوئی کتاب ہو جس نے قرآن سے زیادہ اس بات پر زور دیا ہو کہ اس کا حقیقی فائدہ صرف تب حاصل کیا جا سکتا ہے کہ اس کو پورے غور و تدبر کے ساتھ پڑھا جائے لیکن یہ بھی ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ دنیا میں یہی کتاب ہے جو ہمیشہ آنکھیں بند کر کے پڑھی جاتی ہے۔ معمولی سی چیز بھی آدمی پڑھتا ہے تو اس کے لئے پہلے اَپنے دماغ کو حاضر کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اُس کو سمجھ سکے لیکن قرآن کے ساتھ لوگوں کا یہ عجیب معاملہ ہے کہ اس کو پڑھنے سے پہلے اَپنے دِل و دماغ پر پٹی باندھ لیتے ہیں کہ کہیں اس کے کسی لفظ کا مفہوم دماغ کو چھو نہ جائے۔

تاہم تدبر کا طریقہ یہ نہیں کہ انسان عربی کے چند الفاظ جان لینے کے بعد قرآنِ مجید سے نئے نئے مطالب نکالنا شروع کر دے۔ تفاسیر کا ذخیرہ اُمت کے بہترین دماغوں کی کاوش کا نتیجہ ہے جو صدیوں سے قرآن مجید کو سمجھنے کے سلسلے میں وہ کرتے چلے آ رہے ہیں اُن کو چھوڑ کر قرآن مجید کا مطالعہ کرنا بالکل اَیسا ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ پچھلی صدیوں میں سائنس نے جو کچھ دریافتیں کیں ہیں ان سب کو چھوڑ کر میں نئے سرے سے کائنات پر غور کروں گا۔ اِس لئے ضروری ہے کہ ہم قرآن مجید کے مطالعہ کے لئے تفسیر اور روایات کے ذخیرے سے مدد لیں۔ عام آدمی کے لئے تو لازم ہے کہ وہ مستند علماء کے ترجمہ و تفسیر کی روشنی میں ہی غور و فکر کرے۔

5 اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا

قرآن مجید سے صحیح فائدہ اُٹھانے کے لئے پانچویں شرط یہ ہے کہ اس راہ میں جو مشکلات پیش آئیں آدمی ان سے بد دِل اور مایوس ہونے یا اُن کے سبب سے قرآنِ مجید سے بدگمان یا اُس پر اعتراض کرنے کی بجائے اَپنی اُلجھن کو خدا کے سامنے پیش کرے اور اُس سے مدد اور راہنمائی طلب کرے۔ قرآنِ مجید میں بعض اَوقات اَیسی علمی و عقلی مشکلیں پیش آ جاتی ہیں جن کا حل کچھ سمجھ نہیں آتا اور اس سے دین کے معاملے میں شکوک پیدا ہونے لگتے ہیں یا کسی حکم پر عمل کرنا دُشوار محسوس ہوتا ہے۔ اِس طرح کی علمی اور عملی مشکلوں سے نکلنے کا صحیح اور آزمودہ راستہ صرف یہ ہے کہ آدمی اَپنی مشکل اَپنے ربّ کے آگے پیش کرے اور اُسی سے ہدایت کا طالب ہو۔ ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے برابر دُعا اور قرآنِ مجید پر برابر غور کرتا رہے۔ اگر قرآن یاد ہو تو شب کی

قرآن حکیم سے فائدہ اٹھانے کی پانچ شرائط

نمازوں میں قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھے، ان شاء اللہ اُس کی ساری اُلجھنیں دُور اور ساری مشکلیں حل ہو جائیں گی اور اُن مشکلوں کے حل ہونے سے اُس پر عمل و حکمت کے جو دروازے کھلیں گے وہ دروازے کسی اور طرح اُس پر ہرگز نہ کھلتے۔ شرط یہ ہے کہ آدمی صبر کے ساتھ اَپنے ربّ سے مدد مانگے۔ مندرجہ ذَیل دُعا بھی اس طرح کے حالات میں پڑھتے رہنا نہایت مفید ہے۔ نبی ﷺ نے اِس دُعا کو سیکھنے اور یاد کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور فکر و غم دُور کرنے کا ذَریعہ بتایا ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ نَاصِيَتِي بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِيمَ رَبِيعَ قَلْبِي وَنُورَ صَدْرِي وَجَلَاءَ حُزْنِي وَذَهَابَ هَمِّي وَغَمِّي.

(مسند احمد)

"اے اللہ! میں تیرا بندہ، تیرے بندے کا بیٹا اور تیری بندی کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیری مٹھی میں ہے، مجھ پر تیرا حکم جاری ہے۔ میرے بارے میں تیرا فیصلہ حق ہے، میں تجھ سے تیرے ہر اُس نام کے واسطہ سے جو تیرا ہے، جس سے تو نے اَپنے آپ کو پکارا ہے یا جس کو تو نے اَپنی کتاب میں اُتارا ہے یا جس کو تو نے اَپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے یا تو نے اَپنے پاس اَپنے خزانہ غیب میں اُسے پوشیدہ ہی رہنے دیا ہے یہ دَرخواست کرتا ہوں کہ تو قرآن کو میرے دِل کی بہار، میرے سینہ کا نور، میرے غم کا مداوا اور میری فکر و پریشانی کا علاج بنا دے"۔

اِن شرائط پر عمل کے بعد بھی کسی شخص کو بہت توقع نہیں رکھنی چاہیے کہ وہ پورا قرآن سمجھ لے گا۔ اِس معاملہ کا تمام تر اِنحصار صرف اللہ کی توفیق و ہدایت پر ہے وہی راہیں کھولتا اور مشکلات میں راہنمائی کرتا ہے۔ پس طالبِ قرآن مجید کا دِل ہمیشہ اُسی کے سامنے جھکا رہنا چاہیے جو کچھ مل جائے اُس کے لئے شکر گزار ہو اور جو نہ ملے اُس کے لئے اُمیدوار رہے۔ نہ تو فخر کرے، نہ کبھی مایوس ہو اور تجارت اور حصولِ شہرت کا ذَریعہ تو قرآن مجید کو ہرگز نہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دیں۔ آمین!

ہدیہ 3 روپے

www.ircpk.com